نکاح کے معاملہ میں خدائی مدد کی ضرورت

(فرمودہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۳ء)

۲۸- مارچ ۱۹۳۳ء بعد نماز ظہر جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم- اے کے برادر خورد چوہدری نور محمد صاحب کا نکاح زینب بنت مولوی غلام رسول صاحب مرحوم ساکن اوجلہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے پڑھا-

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا-

انسانی اعمال بالکل اس شخص کی حرکات سے مشابہ ہیں جو رات کی تاریکی میں ایک گھانس والے جنگل میں ہاتھ مار مار کر اپنی کوئی گمشدہ چیز تلاش کر رہا ہو- جس طرح وہ شخص ہر لحہ اس خطرہ میں ہے کہ بجائے اس کے کہ اس کی گمشدہ چیز ہاتھ آجائے اسے سانپ یا بچھو یا کوئی اور زہریلا کیڑا کاٹ کھائے اور بجائے اپنی کھوئی ہوئی چیز پانے کے وہ جان سے ہی جائے- اسی طرح تمام انسانی اعمال بالکل یہی رنگ رکھتے ہیں- خواہ وہ اعمال اچھے سے اچھے ہوں یا برے سے برے- یہ نہیں کہ صرف برے اعمال اور گناہ ہی انسان کو خطرہ کی طرف لے جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات نیکیاں بھی انسان کو تباہی کے گڑھے کے قریب کردیتی ہیں- رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نیکیاں کرتا کرتا جنت کے قریب پہنچ جاتا ہے اور قریب ہوتا ہے کہ جنت میں داخل ہوجائے کہ اسے ایسا جھٹکا لگتا ہے جس سے وہ دوزخ میں جا پڑتا ہے-[1] قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے- فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ-[2] کہ بعض نماز پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ بجائے اللہ تعالیٰ کا قرب اور انعام حاصل کرنے کے اس کا غضب حاصل کرلیتے ہیں-

غرض جب تک انسانی اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی اطاعت کے تابع نہ ہوں اور انسان کو خدا کی طرف سے نور نہ حاصل ہو کبھی بھی یقین اور اعتماد کے قابل نہیں ہوتے۔ بعض دفعہ انسان اپنی دیانت اور امانت کو مدنظر رکھتے ہوئے سمجھتا ہے کہ اس کا کوئی فعل بُرا نہیں لیکن اس کے نفس کے تاریک گوشوں میں گندگی اور ناپاکی ایسی پڑی ہوتی ہے جو جوش میں آکر اس کی ساری نیکیاں برباد کر کے اسے کہیں سے کہیں لے جاتی ہے۔ اسی طرح ایک انسان جو شیطان صورت نظر آتا ہے اور اعمال کے لحاظ سے ناپاک ترین ہستی دکھائی دیتا ہے اس کے دل کے کسی گوشہ میں چھپا چھپایا نیکی کا بیج پڑا ہوتا ہے۔ بعض ایسے حالات جو انسان کے اختیار اور طاقت میں نہیں ہوتے ان کے ذریعہ وہ بیج نشوونما پاتا ہے اس وقت بدیوں اور برائیوں کی تمام گھانس جو دل میں اگی ہوتی ہے بڑھنے سے رہ جاتی ہے پھر مُرجھا جاتی ہے پھر خشک ہو کر تباہ ہو جاتی ہے اور نیکی کا بیج بڑھتے بڑھتے اسے جنت میں لے جاتا ہے۔ ہر نبی کی امت اور اس کے صحابہ میں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کا ایک شخص اس قدر ناپاک قرار دیا جاتا ہے کہ اسے کہا جاتا ہے جہاں سے گزرو یہ کہتے جاؤ کہ مجھے کوئی نہ چھوئے [۳] لیکن بعض باہر سے آنے والے شخص قرب حاصل کر لیتے ہیں اور ترقی پالیتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں وحی الٰہی کا کاتب اور مقرب صحابی ٹھوکر کھا جاتا ہے اور ایسی بات پر ٹھوکر کھا جاتا ہے جس پر ایک بچہ کو بھی ٹھوکر نہیں لگ سکتی وہ کفار میں جا ملتا ہے مگر ابو سفیان اور ہندہ جن کی ساری عمر رسول کریم ﷺ کی شدید مخالفت میں گزری ایسے ایسے قبیح افعال کے مرتکب ہوئے کہ دشمن سے دشمن بھی اسے پسند نہیں کر سکتا اور انسانیت کے لئے ان کا ذکر بھی بارگراں ہے لیکن کوئی نیکی جو ان کے گوشہ دل میں چھپی ہوئی تھی انہیں مسلمان بنا دیتی ہے اور نہ صرف مخلص مسلمان بلکہ ایسے مسلمان جنہیں دین کی خدمت کے مواقع حاصل ہوتے ہیں ایسے مواقع جو انہیں قرب کے اعلیٰ مقام پر پہنچا دیتے ہیں۔

پس جو چیز انسان کو حقیقی نجات کی طرف لے جاتی ہے اور اس کے علم سے باہر ہے جیسے انسان کی جسمانی صحت باریک ذرات کی درستی پر منحصر ہے ایسے باریک ذرات جنہیں کوئی خوردبین بھی نہیں دیکھ سکتی۔ بعض دفعہ جب ان کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں تو لوگ علاج کر لیتے ہیں لیکن بعض دفعہ اثرات ایسے مخفی ہوتے ہیں کہ طبیب بھی سر ٹکراتے ٹکراتے

تھک جاتے ہیں اور کچھ نہیں کرسکتے۔ یہی حال روحانیت کا ہوتا ہے۔ روحانیت کی بعض مرضیں نمایاں اور عیاں ہو جاتی ہیں لیکن بعض دفعہ اتنی مخفی ہوتی ہیں کہ موت کا فیصلہ جب تک صادر نہ ہو جائے ان کا پتہ نہیں لگتا۔ پس جس چیز پر انسان کی نجات کا انحصار ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور اس کا فضل ہے جو تاریکی سے نکال کے روشنی کے مینار پر کھڑا کر دیتا ہے۔

جب انسان کے ایسے اعمال کا یہ حال ہے جو موٹے اور نمایاں ہیں۔ تو پھر وہ اعمال جن کا سمجھنا ظاہر حالات میں ناممکن ہوتا ہے ان کے اندر جو باتیں مخفی ہوتی ہیں ان کا سمجھنا اور بھی زیادہ ناممکن ہوتا ہے انہی میں سے ایک نکاح کا معاملہ ہے انسانی نفس کی غلطیاں اور اس کے کیریکٹر اور میلان کی حقیقت ایک دن میں معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور بعض دفعہ تو دس پندرہ سال میں بھی بعض باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں۔ پھر یک دم ان سے آگاہ ہو جانا کیونکر ممکن ہے عورتوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں اور مردوں میں بھی کہ ان کی بعض عادات اور رجحانات کا پتہ کئی کئی سال کے بعد جاکر لگتا ہے ایسی صورت میں اگر کسی کی امداد سے یہ کام سرانجام پاسکتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کام میں اور کوئی ہستی مد اور معاون نہیں بن سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے نکاح کے موقع کے لئے ان آیات کا انتخاب فرمایا ہے جن میں تمام زور تقویٰ پر دیا گیا ہے۔ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ اتقاء کے معنے پناہ لینا اور بچنا ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ سے دوری ہو بلکہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ذریعہ بُری چیزوں سے انسان بچے ورنہ مؤمن تو خدا تعالیٰ کے لقاء کا منتظر ہوتا ہے نہ کہ اس سے پرے ہٹنے کا۔ قرآن کریم میں مؤمن کی یہ تعریف لکھی ہے کہ یَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰهِ۔ [۴]
یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی امید رکھتا ہے اگر تقویٰ کے معنے بچنے کے ہیں تو یہ مطلب ہوا کہ اللہ سے دور بھاگو لیکن اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ کو ڈھال بناؤ اور برائیوں سے بچنے کا ذریعہ بناؤ۔

اس مقصد کی طرف ایک وہ آیت بھی متوجہ کرتی ہے جو اس موقع پر پڑھی جاتی ہے۔ اور جو یہ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔ [۵]

فرمایا اول تو انسانی اعمال ہی باریک در باریک ہیں پھر ان کے اندر جو نتائج ہیں ان کو کوئی

انسان معلوم نہیں کر سکتا۔ انسان تو خود اپنے ارادہ کی کنہ کو بھی معلوم نہیں کر سکتا پھر وہ اعمال جن کے نتائج آئندہ نکلتے ہیں ان کے متعلق کیا معلوم کر سکتا ہے بعض دفعہ ایک چھوٹے بچے کا عمل دس، بیس، چالیس، پچاس سال کے بعد نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ بچپن میں کھیلتے ہوئے ایک بچہ کو چوٹ لگتی ہے جس کی وہ کوئی زیادہ پرواہ نہیں کرتا ایک دو دن میں اچھا بھلا ہو جاتا ہے لیکن جب وہ چالیس پچاس سال کا ہوتا ہے تو اس کی چوٹ کا اثر ظاہر ہوتا ہے اس وقت وہ دس بارہ سال تک چارپائی پر ایڑیاں رگڑتا رہتا ہے۔ غرض انسانی اعمال کے نتائج اتنی دیر کے بعد نکلتے ہیں کہ وہ افعال کرتے وقت ان کا خیال بھی نہیں کر سکتا اس لئے جب خدا تعالیٰ نے فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔ کل کے متعلق دیکھو کیا کرتے ہو اور اس طرح ایسی ذمہ داری انسان پر ڈالی جو معمولی نہیں تو اس ذمہ داری سے عہدہ بر آ ہونے کا طریق بھی بتا دیا۔ فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تم کل کے لئے انتظام کرو اور خوب سوچ لو لیکن چونکہ یہ تمہارے اختیار میں نہیں اس لئے جو کچھ کر سکتے ہو کرو باقی جو بات تمہاری دسترس سے باہر ہے وہ بھی ہو جائے گی۔ تم کو پتہ نہیں کہ جو کام کرتے ہو اس کے کیا نتائج نکلیں گے یہ بات اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے کیونکہ وہ خبیر ہے تم اسی کو ڈھال بناؤ وہ تمہیں بُرے نتائج سے بچالے گا۔

انسان ہر کام میں خدا تعالیٰ کی مدد کا محتاج ہے لیکن بعض کاموں میں تو اتنا نمایاں محتاج ہے کہ معمولی عقل و سمجھ کا انسان بھی اس احتیاج کو سمجھ سکتا ہے انہیں میں سے ایک نکاح کا معاملہ ہے۔ اس کے متعلق نہ مرد کو پتہ ہوتا ہے بیوی کے حالات کا اور نہ بیوی کو پتہ ہوتا ہے مرد کے حالات کا اس لئے شادی کا دن دراصل بڑی گھبراہٹ اور رونے کا دن ہوتا ہے اور میاں بیوی کی قلبی حالت کی مثال اس بزرگ کی قلبی حالت کی سی ہونی چاہئے جسے بادشاہ نے چیف جج مقرر کر دیا تھا۔ یہ خبر سن کر ان کے دوست ان کے پاس گئے تاکہ انہیں اتنا بڑا عہدہ ملنے پر مبارکباد دیں لیکن انہوں نے دیکھا کہ وہ مغموم بیٹھے رو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا آپ کے رونے کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ یہ آپ کے لئے خوشی کا دن ہے نہ کہ رونے کا کیونکہ اتنی بڑی عزت آپ کو حاصل ہوئی ہے۔ انہوں نے فرمایا یہی عزت مجھے حاصل ہوئی ہے کہ میرے سپرد ایک ایسا کام کر دیا گیا ہے جس کے متعلق مدعی اور مدعا علیہ جو میرے پاس آئیں گے دونوں کو پتہ ہوگا کہ حقیقت کیا ہے لیکن ان کا فیصلہ کرنا میرا فرض ہوگا جسے کچھ پتہ نہ ہوگا یہ تو ایسی ہی مثال ہے جیسا کہ دو بیناؤں کو ایک نابینا راہ دکھانے کے لئے مقرر کر دیا جائے۔ یہی

حالت میاں بیوی کی شادی کے وقت ہونی چاہئے۔ بظاہر یہ خوشی کا دن ہوتا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہیں لیکن درحقیقت میاں بیوی اس وقت ایسا قدم اٹھا رہے ہوتے ہیں کہ جس کے متعلق انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ انہیں کہاں لے جائے گا۔ اس لئے شادی کے موقع پر تقویٰ ذکرالٰہی اور امداد و استعانت الٰہی خاص طور پر طلب کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو نیک نتائج پیدا کر سکے۔ لوگ بڑی خوشی کے ساتھ شادی کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ان کی اولاد ایسی گندی نکلتی ہے کہ ساری عمر روتے رہتے ہیں۔ کئی اچھے اور اعلیٰ خاندان تباہ ہو جاتے ہیں۔

مجھے ہمیشہ خیال آیا کرتا ہے کہ ابوجہل کے باپ کی شادی جب ہوئی ہوگی تو کس قدر خوشی منائی ہوگی۔ چونکہ یہ مالدار خاندان تھا اس لئے اس شادی کے موقع پر اونٹ ذبح کیا گیا ہوگا بڑا اجتماع ہوگا، بڑی چہل پہل ہوگی مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ اس شادی کے نتیجہ میں ایسا سانپ پیدا ہونے والا ہے جس کا زہر سارے خاندان کی ہلاکت کا باعث ہوگا اور ایسا وجود رونما ہونے والا ہے جو اپنے ماں باپ اور دنیا کے درمیان لعنت کا پردہ حائل کر دے گا۔

غرض نکاح کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہونے والا ہوتا ہے اس لئے اس موقع پر اسی سے امداد حاصل کرنی چاہئے۔

(الفضل ۴۔ اپریل ۱۹۳۳ء صفحہ ۵، ۶)

۱ ترمذی: ابواب القدر، باب ماجاء ان الاعمال بالخواتیم
۲ الماعون: ۵
۳ طٰہٰ: ۹۸
۴ العنکبوت: ۶
۵ الحشر: ۱۹